Member of
IUCN
The World Conservation Union

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروپ جو شعور رکھتا ہو وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے..... مارگریٹ میڈ

شہری

شہری
برائے بہتر ماحول

جلد نمبر ۲ | اکتوبر ۱۹۹۳ء | شمارہ نمبر ۳

ری سائیکلنگ کراچی میں ٹھوس فضلے کے بے قابو مسئلے کا قابل عمل حل

(ڈاکٹر اقبال علی' انسٹی ٹیوٹ آف انوائرمنٹل انجینئرنگ اینڈ ریسرچ' این ای ڈی یونیورسٹی کے ڈائریکٹر اور شہری خبرنامے کے مستقل قلمی معاون ہیں۔)

میں یہ جدوجہد کرنے کی قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتیں صرف ایسے ہی منصوبوں کے لئے استعمال کروں گا جن کے بارے میں دیانتداری سے جائزہ لینے کے بعد مجھے یقین ہوگا کہ یہ امن' انسانی وقار اور تکمیل ذات کے ساتھ تمام انسانوں کی بقائے باہمی کے حصول کے مقصد میں مدد دیں گے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس مقصد کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ وافر مقدار میں ضروریات زندگی (اچھی غذا' ہوا' لباس' رہائش' فطری اور انسان کے تخلیق کردہ حسن تک رسائی) تعلیم اور یہ مواقع ہر شخص کو فراہم کئے جائیں کہ وہ خود اپنی زندگی کے مقاصد کا تعین کرسکے اور اپنے ہاتھ اور اپنا ذہن دونوں استعمال کر کے اپنی تخلیقی صلاحیت اور ہنرمندی میں اضافہ کرسکے۔

میں یہ جدوجہد کرنے کی قسم کھاتا ہوں کہ میں اپنے علم کے ذریعے خطرات' شور' کھنچاؤ یا فرد کی نجی زندگی میں مداخلت زمین' ہوا اور پانی کی آلودگی' فطری حسن' معدنی وسائل اور جنگلی حیات کی تباہی میں ہر ممکن کمی کیلئے کوشاں رہوں گا۔

پاکستان کا سب سے بڑا شہر کراچی ٹھوس فضلے کو ہٹانے اور ٹھکانے لگانے کے متعدد ایسے مسائل سے دوچار ہے جن کے نتیجے میں آلودگی پھیل رہی ہے اور ماحول زہریلا ہو رہا ہے۔ اس کی بڑی وجہ **ناقص انتظام اور متعلقہ اداروں کی جانب سے اس** کوشش کی کمی ہے کہ وہ منظم انداز میں کام کرکے اپنی دستیاب محدود وسائل کو بہترین طور پر استعمال میں لائیں۔ کراچی میں جس قسم کا فضلہ پیدا ہوتا ہے اس میں گھریلو کوڑا کرکٹ' تجارتی اور اداریاتی فضلہ' سڑکوں سے صاف کیا جانے والا کچرا' تعمیراتی سامان کا ملبہ اور صنعتی اداروں اور اسپتالوں کا فضلہ شامل ہے۔

کراچی کی آبادی ایک کروڑ سے زیادہ ہے جس میں چھ فیصد سالانہ کی شرح سے اضافہ ہو رہا ہے اور آبادی کے اعتبار سے یہ دنیا کا بائیسواں سب سے بڑا شہر ہے۔ شہر کی تقریباً چالیس فیصد آبادی واقع ۳۳۲ کچی آبادیوں میں رہتی ہے۔ ہر قسم کی منصوبہ بندی سے عاری ان بے ضابطہ اور بے ترتیب کچی بستیوں میں بنیادی سہولتوں کا کوئی ڈھانچہ موجود نہیں ہے جس میں ٹھوس فضلے کو اٹھانے اور ٹھکانے لگانے کا انتظام بھی شامل ہے۔ کراچی میں ہر روز پانچ ہزار سے ساڑھے پانچ ہزار ٹن کچرا پیدا ہوتا ہے جس میں ۸۰ فیصد کے ایم سی کے زیرانتظام علاقے میں اور بقیہ ۲۰ فیصد کنٹونمنٹ بورڈ' کے پی ٹی' کے ڈی اے' ڈیفنس

کچرے کو ٹھکانے لگانے کا ناقص طریقہ جس سے ماحول میں کثافت پھیل رہی ہے۔ تصویر بشکریہ فرحان انور

ہاؤسنگ اتھارٹی وغیرہ کے انتظام میں آتا ہے۔ کے ایم سی کوڑا کرکٹ کو ٹھکانے لگانے کے لئے تقریباً ۳۹ کروڑ روپے سالانہ خرچ کرتی ہے لیکن اس کے باوجود مطلوبہ ہدف کا صرف ۴۰ فیصد پورا ہو پاتا ہے۔ اس مد میں ۲۰ کروڑ روپے کی کمی بھی پائی جاتی ہے جسے قرض دینے والے بین الاقوامی اداروں سے سودی قرضے حاصل کر کے پورا کیا جاتا ہے اور اس کی وجہ سے مالی بوجھ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس صورتحال سے نکلنے کا قابل عمل حل صرف یہی نظر آتا ہے کہ ری سائکلنگ یعنی کچرے کو دوبارہ قابل استعمال بنانے کے طریقوں کو اختیار کیا جائے۔

> بچوں کو اسپتالوں کے کچرے کی اشیاء سے اس طرح کھیلتے دیکھا ہے گویا یہ کھلونے ہوں۔ محکمہ صحت نے بعض اسپتالوں کو یہ ہدایت کرنے کی پرواہ نہیں کی کہ وہ ملک کی نوعیت کے کچرے کو عام کچرے سے الگ رکھیں اور اسے ٹھکانے لگانے کے لئے محفوظ طریقے اختیار کریں۔

کسی بھی جگہ پیدا ہونے والے کچرے میں دوبارہ قابل استعمال اجزاء کی مقدار کا انحصار وہاں کے مخصوص سماجی و معاشی حالات پر ہوتا ہے اس لئے مختلف علاقوں میں یہ مقدار بدلتی رہتی ہے۔ تاہم ایک عموی اوسط کے مطابق کوڑے کرکٹ کی کل مقدار میں تقریباً ۸۹ فیصد ٹھوس دوبارہ قابل استعمال فضلہ پایا جاتا ہے۔ اس میں آ

بھگ ۵ء۵۴ فیصد نباتاتی اجزاء اور ۵ء۳۴ فیصد غیرنباتاتی اجزاء شامل ہوتے ہیں۔

ٹھوس فضلے کو ٹھکانے لگانے کا ایسا انتظام جس میں ری سائکلنگ کا عمل شامل ہو' ہمارے مالی بوجھ کو ایک منافع بخش اور تجارتی اعتبار سے مضبوط کاروبار میں تبدیل کرسکتا ہے۔ فی الوقت کراچی میں غیر منظم شعبہ یہ فریضہ انجام دے رہا ہے۔ کچرا چننے والے افراد جو شہر کے اکثر کوڑے کے ڈھیروں پر دوبارہ قابل استعمال اجزاء تلاش کرتے دیکھے جاسکتے ہیں۔ اپنے اس کام سے اوسطاً ۵۰ سے ۶۰ روپے تک روزانہ کما لیتے ہیں۔ یہ چنا ہوا کچرا ری سائکلنگ کی غرض سے دھات' پلاسٹک' شیشے' کاغذ اور ہڈیوں کی متعلقہ صنعتوں کو فراہم کیا جاتا ہے۔ ان صنعتوں میں کام کرنے والا مزدور طبقہ دو ہزار سے تین ہزار روپے ماہانہ اجرت حاصل کرتا ہے۔

اس سے پیشتر کہ ری سائیکلنگ کے موضوع پر مزید بات کی جائے' آیئے ایک نظر اس طرف ڈالیں کہ کراچی میں ٹھوس فضلے کو اٹھانے اور ٹھکانے لگانے کی موجودہ صورتحال کیا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ فنڈز کی قلت کی وجہ سے کے ایم سی کی کارکردگی بہت محدود ہے اور وہ اپنے زیرانتظام علاقوں سے صرف چالیس فیصد کچرا اٹھا پاتی ہے۔ اس محدود کارکردگی کے ساتھ شہری شعور کی کمی' ناقص دیکھ بھال' غیر موزوں ڈیزائننگ اور کچرا اٹھانے میں بے قاعدگی جیسے عوامل شامل ہو کر صورتحال کو مزید سنگین بنا دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ کہ ہر طرف کوڑے کرکٹ کے ڈھیر نظر آتے ہیں۔ کے ایم سی کے تحت کل ۹۰۰ کوڑے دان فراہم کئے گئے ہیں جو یا تو پختہ کنکریٹ کے یا لوہے کی چادر کے بنے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ ۱۳۰۰ کچرا اٹھانے کے کھلے ہوئے ڈھیر ہیں جو آس پاس کے رہنے والوں نے از خود قائم کر لئے ہیں اور یہاں کسی قسم کا کوڑے دان وغیرہ موجود نہیں ہے۔ کوڑے دان یا کچرے کے ڈھیروں کے ساتھ

سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ انہیں استعمال کرنے والے عام طور پر بڑی لاپرواہی سے کچرا پھینکتے ہیں جو کوڑے دان سے باہر یا کوڑے کے ڈھیر سے فاصلے پر گرتا ہے جس کے نتیجے میں غلاظت کا بدنما منظر پھیلتا چلا جاتا ہے۔ دوسری بڑی مشکل یہ ہے کہ شہر کے نقشے میں کوڑے دانوں کے لئے مناسب جگہ مخصوص کرنے کو یکسر نظرانداز کیا گیا ہے اور اب یہ ناممکن نظر آتا ہے کہ کوڑے دان تعمیر کرنے کے لئے کہیں بھی کوئی معقول جگہ مل سکے۔ فضلے کو ٹھکانے لگانے کے انتظامات کی موجودہ سطح انتہائی حد تک ناکافی ہے۔ اس کام کو صحیح طور پر انجام دینے کے لئے ضروری ہے کہ گھریلو اور تجارتی ذرائع سے پیدا ہونے والا تقریباً ۶ ہزار ٹن کچرا ہر روز ٹھکانے لگایا جائے۔ اس کے برعکس کے ایم سی اور دیگر اداروں کو اپنے دستیاب وسائل کے مطابق صرف ۲۲۸۰ ٹن کچرا روزانہ ٹھکانے لگانے کی صلاحیت حاصل ہے۔

ری سائیکلنگ کا جو عمل خاموشی سے غیر منظم شعبے میں جاری ہے وہ کراچی کے شہریوں کے لئے بالعموم اور کے ایم سی کے لئے بالخصوص ایک رحمت کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ شعبہ کراچی میں پیدا ہونے والے کچرے کا تقریباً ۴۵ فیصد بغیر کسی خرچ کے ٹھکانے لگا رہا ہے جب کہ کے ایم سی صرف ۴۰ فیصد کچرا سنبھالتی ہے اور اس پر بھی اس کے ۳۸ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے سالانہ خرچ ہو جاتے ہیں۔ اس طرح تقریباً ڈھائی لاکھ کچرا چننے والے اپنا روزگار حاصل کرتے ہیں جب کہ ان سے کم از کم آدھی تعداد مزید چھوٹی اور گھریلو سطح کی ری سائیکلنگ کے متعلق صنعتوں میں ملازمت کرتی ہے۔ ان لوگوں کے اس کام سے جنگلات' توانائی اور معدنیات جیسے قیمتی وسائل کو تحفظ ملتا ہے۔ فی الحال یہاں کچرے کو دوبارہ قابل استعمال بنانے یعنی ری سائکلنگ کی جو صنعتیں کام کر رہی ہیں وہ یہ ہیں (1) ہڈی (2) شیشہ (3) پلاسٹک (4) دھات (5) کاغذ (6) ٹیکسٹائل (7) ربڑ (ٹائر ٹیوب) (8) تیل اور گیس کا فضلہ (9) لکڑی۔

کچرا چننے والوں کی اس عظیم خدمت کا سب سے بدقسمت پہلو یہ ہے کہ اس کام سے ان کی صحت پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ ان میں سے تقریباً ۸۰ فیصد افراد جلدی بیماریوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ مزید ۳۰ فیصد کو پھیپھڑوں کی بیماریاں لاحق رہتی ہیں اور ایک بہت بڑی تعداد مختلف قسم کے انفیکشن کا شکار ہو جاتی ہے۔ یہ بات بہت ضروری ہے کہ ان لوگوں کو ان خطرات سے آگاہ کیا جائے جن سے یہ دوچار ہوتے ہیں۔ معاشرے کو اجتماعی طور پر کچرے کی ری سائکلنگ کے ضمن میں ان افراد کے کردار کو سراہنا چاہئے۔ اگر یہ کچرا چننے والے نہ ہوں تو ہم خود کو اپنے ہی پھیلائے ہوئے

کوڑے کرکٹ میں گھٹنوں تک دھنسا ہوا پائیں۔

کراچی میں ٹھوس کچرے کے بے قابو ہوتے ہوئے مسئلے سے نمٹنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ سائنسی بنیادوں پر تعلیم اور تنظیم کے ذریعے غیر منظم اور نجی شعبوں کی جانب سے کچرے کی ری سائکلنگ کے عمل کی بھرپور حوصلہ افزائی کی جائے تاکہ ان کی کارکردگی مزید بہتر ہوسکے۔ کے ایم سی کو چاہئے کہ وہ کچرا چننے والوں کے کام کو ایک مکمل پروگرام کے ذریعے آگے بڑھائے اور اس پروگرام میں دوبارہ قابل استعمال اور ناقابل

> کے ایم سی کوڑا کرکٹ کو ٹھکانے لگانے کے لئے تقریباً ۳۹ کروڑ روپے سالانہ خرچ کرتی ہے لیکن اس کے باوجود مطلوبہ ہدف کا صرف ۴۰ فیصد حصہ پورا ہوتا ہے

استعمال دونوں طرح کے ٹھوس کچرے کو اٹھانے' لے جانے اور ٹھکانے لگانے کا انتظام شامل ہو۔ یہ کام کر کے کے ایم سی ملک کی پہلی میٹروپولیٹن کارپوریشن بن جائے گی جو وسائل کی تجدید' **توانائی کے تحفظ اور روزگار کی فراہمی میں ایک نمایاں کردار ادا کرے گی اور ہمارے ماحولیاتی نظام پر سے دباؤ کو کم کرسکے گی۔**

اسپتالوں کے کچرے کا انتظام

کچرے کو ٹھکانے لگانے کے انتظام کے ضمن میں ایک بہت اہم شعبہ جسے مکمل طور پر نظرانداز کر دیا گیا ہے' اسپتالوں کے کچرے سے متعلق ہے۔ اس کچرے کو کچرا چننے والوں پر نہیں چھوڑنا چاہئے بلکہ اس کا بندوبست حکام کی ذمہ داری ہے۔ کوڑے کرکٹ کی اس قسم میں وہ کچرا شامل ہے جو اسپتال' کلینک' آپریشن تھیٹر' جنرل پریکٹس کرنے والے ڈاکٹر اور دانتوں کے کلینک پیدا کرتے ہیں اور یہ سخت نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں جہاں "ایڈز" کو ایک ہلاکت خیز بیماری کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا ہے' اسپتالوں کے کوڑا کرکٹ کو بہت احتیاط سے ٹھکانے لگایا جاتا ہے کیونکہ اس سلسلے میں ذرا سی بھی لاپرواہی اس مہلک بیماری کو مزید پھیلانے کا سبب بن سکتی ہے۔ کراچی میں اگرچہ ابھی تک "ایڈز" کا مسئلہ درپیش نہیں ہوا ہے لیکن بہت سی دوسری چھوت سے لگنے والی بیماریاں موجود ہیں جن کے جراثیم اسپتالوں کے کچرے کے ذریعے پھیل سکتے ہیں۔ اس کچرے میں مندرجہ ذیل

شہری خبرنامہ

شہری کی ذیلی کمیٹیاں

شہری کی ذیلی کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ساحلی پانی کی آلودگی سے متعلق ذیلی کمیٹی سربراہ ڈاکٹر ابراہیم اسمٰعیل خان

۲۔ تعمیراتی ورثے سے متعلق ذیلی کمیٹی سربراہ [illegible]

۳۔ قانونی امور کی ذیلی کمیٹی سربراہ [illegible]

۴۔ مطبوعات کی ذیلی کمیٹی سربراہ [illegible]

ان ذیلی کمیٹیوں کے متعلق مزید معلومات کے لئے براہ کرم "شہری" کے دفتر سے رابطہ قائم کیجئے۔

جاری سرگرمیاں اور آنے والے منصوبے

۱۔ [illegible] پارک پروجیکٹ

۲۔ ہر سال ایک نیا پارک ۔ شہری کے ایک رکن [illegible] کی تجویز ہے کہ ہر سال ایک نیا پارک قائم کیا جائے۔ اس سلسلے کا پہلا پارک اسٹریٹ ۶ بلاک ۱۵ اسکیم نمبر ۵ میں قائم ہو رہا ہے۔ جو افراد ان منصوبوں پر کام کرنے میں دلچسپی رکھتے ہوں وہ "شہری" کے دفتر میں ہم سے رابطہ قائم کریں۔

۳۔ شہری گوئٹے انسٹی ٹیوٹ کے اشتراک سے جرمنی کے وزیر ماحولیات اور مقامی غیر سرکاری تنظیموں کے درمیان ایک مکالمے کا اہتمام کرے گا جو وسط نومبر میں جرمن وزیر کے دورہ پاکستان کے موقع پر ہو گا۔ اس گفتگو کا موضوع ہو گا "غیر سرکاری تنظیموں کی تحریک اور مستحکم ترقیاتی عمل" متعدد غیر سرکاری تنظیموں کے اراکین اس مکالمے میں شرکت کریں گے۔

۴۔ "کراچی کا تعمیراتی ورثہ" کے موضوع پر سیمینار جو اکتوبر / نومبر ۱۹۹۳ء میں منعقد ہو گا اور اس کے ساتھ ہی دوران مینشن داود پوتا روڈ صدر پر مقابلے میں کامیاب ہونے والوں کے لئے تقریب تقسیم انعامات بھی منعقد ہوگی۔

قارئین کے خطوط کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ اگر ضروری ہوا تو یہ خطوط تلخیص کر کے شائع بھی کئے جائیں گے

تعمیرات میں توانائی کے انتظام کے موضوع پر ورکشاپ

۲۸ر تا ۳۰ر جولائی ۱۹۹۳ء کو داؤد کالج' آغا خان پروگرام' شہری اور انرکون (قومی مرکز برائے تحفظ توانائی) کے زیر اہتمام آرکیٹیکچر اور انجینیئرنگ کے متعلقہ شعبوں میں سند حاصل کرنے والے نئے گریجویٹس کے لئے ایک ورکشاپ منعقد کی گئی۔ اس ورکشاپ کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ آرکیٹیکٹس اور انجینیئرز میں توانائی کے تحفظ کے حوالے سے واقفیت اور آگہی پیدا کی جائے۔ ورکشاپ کے شرکاء مختلف یونیورسٹیوں اور اداروں سے منتخب کئے گئے تھے۔

ورکشاپ کی افتتاحی تقریب میں ڈین آرکیٹیکچر فیکلٹی نے منتظمین کا شکریہ ادا کیا۔ وائس پرنسپل نے بھی اس امر کا خیر مقدم کیا کہ کالج کی عمارت میں ایسی صحت مند سرگرمی کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ورکشاپ کے دوران متعدد ماہرین نے لیکچر دیئے اور شرکاء کو سلائیڈز دکھائی گئیں۔ علاوہ ازیں حسب ذیل عنوانات کے تحت اسٹیٹ لائف بلڈنگ کا عملی مطالعہ بھی کیا گیا۔

☆ عمارت کو گرم رکھنے' ہوا کے اندر گزرنے اور ایئر کنڈیشنگ کا نظام

☆ روشنی کا نظام

☆ عمارت کی ملفوف صورتحال

مرکزی خیال یہ تھا کہ کیا احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں جن کے ذریعے کم سے کم توانائی خرچ کر کے درجہ حرارت کو اس طرح کنٹرول کیا جائے کہ عمارت اندر سے آرام دہ رہے۔ مزید یہ کہ اس سلسلے میں قدرتی ماحول سے کیا فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

اختتامی تقریب میں تمام مقررین نے اس بات سے اتفاق کیا کہ ورکشاپ نہایت مفید اور کامیاب ثابت ہوئی اور امید ہے کہ مستقبل میں مزید ایسی سرگرمیوں کا اہتمام کیا جائے گا۔

قابل نفوذ ترقی کیا ہے...؟

نفوذیت NCS کی رسائی کے لئے کلیدی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ واضح کرتی ہے کہ حیوانی اور انواعی نظام کو وسائل کے استعمال کرنے سے اور امکانی حد تک لوگوں کی اقتصادی فلاح کے لئے سعی کرنے سے محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔ خصوصاً ترقی پذیر ممالک میں جہاں غربت آلودگی کی سب سے بڑی وجہ ہے۔

Brundtland رپورٹ کے مطابق قابل نفوذ ترقی "ایسی ترقی ہے جو حالیہ ضروریات کو آئندہ نسل کی ضروریات کو پورا کرنے کی قابلیت کو مجروح کئے بغیر پورا کرتی ہو۔" ایسی ترقی جو مستقبل کے لئے مواقع کا وسیع میدان فراہم کرتی ہو۔

اقتصادی ترقی جو قابل احیاء وسائل کو بطور خام مال استعمال میں لائے یا ماحول کو ناکارہ اشیاء کے لئے بطور تحویل دار استعمال کرے یہ ضمانت

باقی صفحہ ۳ پر

تحفظ ماحول کے لئے فوج کیا کردار ادا کر سکتی ہے

"اس میں بال برابر بھی شبہ نہیں کہ دھات کو ٹھنڈا کئے بغیر تلواروں کو ہلوں کے پھل اور رائفلوں کو چھانٹی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔"

(میجر جنرل ایوستاس ڈی سوزا)

متعدد تصادم اکثر ایسے ماحولیاتی حالات سے جنم لیتے ہیں جن میں لوگوں کو زندگی بسر کرنے کے لئے مجبور کر دیا گیا ہو۔ یہ زیادہ تر قدرت کے بجائے انسانی طرز عمل کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس حقیقت کی روشنی میں قومی تحفظ کی مکرر تعریف کی ضرورت ہے۔"

مقرر ہندوستان کے میجر جنرل ایوستاس ڈی سوزا ہیں جو اب 35 سال کی فوجی ملازمت اور لندن میں قائم امن کے بین الاقوامی مرکز کے مشیر کی حیثیت سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔ (جنرل فاربیس) ماحولیاتی تحفظ کے لئے فوج کے استعمال پر ان کی رپورٹ میں نئے اتحادوں پر روشنی ڈالی گئی ہے اور اس میں منتظمین کے لئے محفوظ علاقوں کے طویل المیعاد تحفظ کو فروغ دینے کی ترجیحی راہ دکھائی گئی ہے۔

تقریباً 24 ملکوں نے اپنی افواج کو تحفظی امور کے لئے استعمال کیا ہے۔ لیکن ایک اقلیت اپنے فوجی جوانوں کو ماحولیاتی بحالی' نمود و روئیدگی کے لئے استعمال کرتی ہے۔ "یہ اقلیت حیرت انگیز طور پر ترقی پذیر ممالک سے تعلق رکھتی ہے۔"

جنرل ڈی سوزا نے اظہار خیال کیا "متمول یکلی دنیا کے لئے جنگلات کی دوبارہ روئیدگی کے پروگرام پر عمل کرنا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر معاہدہ اوقیانوس کے ادارے کے زیر تحویل جرمنی کے علاقوں میں اس ضمن میں ترجیحی پروگرام پر عمل کیا جائے۔"

ہندوستانی اور د" ینلا ان ممالک میں شامل تھے جنہوں نے ۱۹۹۰ء میں یو این او کی جنرل اسمبلی میں وہ قرارداد پیش کی جس میں سلامتی کونسل سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ فوج کو حاصل وسائل کا ماحول کے تحفظ کی خاطر غیر فوجی کوششوں کی معاونت کے لئے استعمال کا جائزاتی مطالعہ کیا جائے۔

امریکی کانگریس کے قائدین بھی ایسا قانون وضع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس کے تحت عسکری ساز و سامان کو ماحولیاتی معاملات کے لئے استعمال کیا جاسکے۔ کنزرویشن انٹرنیشنل کی ڈائریکٹر برائے پالیسی اور سرکاری امور کیتھرن کیمرون

متشدد تصادم اکثر ایسے ماحولیاتی حالات سے جنم لیتے ہیں جن میں لوگوں کو زندگی بسر کرنے کیلئے مجبور کر دیا گیا ہو یہ زیادہ تر قدرت کے بجائے انسانی طرز عمل کا نتیجہ ہوتے ہیں اس حقیقت کی روشنی میں قومی تحفظ کی مکرر تعریف کی ضرورت ہے۔

پورٹر نے جنہوں نے اس پالیسی کے ایک محرک الی نوائس کے ریپبلکن رکن کانگریس جان پورٹر سے شادی کی ہے' ایک انٹرویو کے دوران اظہار خیال کیا "ہم گشت پر مامور افراد کے لئے ایسی اشیاء کے جن میں خیمے' گاڑی اور جوتے بھی شامل ہیں' کے حصول کے لئے ارادہ کر رہے ہیں۔"

اس عملی پروگرام میں فوج کو شریک کرنے والے ممالک میں بلغاریہ شامل ہے جہاں فوجی جوانوں کو جنگلات کی روئیدگی کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیوبا میں ۱۹۹۰ـ۱۹۸۶ء کے دوران فوج کو ایک ملین (دس لاکھ) سے زیادہ درخت لگانے کا کام سونپا گیا۔ اردن میں تحفظی پروگرام میں فوج کی معاونت کے لئے فوجی جبری بھرتی کئے ہوئے افراد کا مخصوص یونٹ قائم کیا گیا ہے۔ یونائٹڈ کنگڈم نے اپنے فوجی اہلکاروں کی ۱۹۸۱ء میں ایک ملین (دس لاکھ) درخت لگانے کے لئے تنظیم قائم کی۔ وینزویلا کی بحری افواج سمندری پانی کی آلودگی کا انسداد کرتی ہیں۔ حکام نے فوجی علاقے میں سائنس کا ایک تحقیقی مرکز قائم کیا ہے اور نیشنل گارڈ نے کئی عشروں تک گیم۔ ڈن (نگراں شکایات) کی ذمہ داریاں سنبھالے رکھیں۔ ویتنام میں فوج نے اجاڑ علاقوں میں بڑے پیمانے پر شجر کاری مہم کا آغاز کیا ہے۔

تحفظ ماحول' دوبارہ روئیدگی' سائنسی تحقیقات' زیر آب آلودگی' سطح نابکاری کی پیمائش اور علاقائی دفاع کے انتظام کے لئے سودمندانہ طریقے پر فوج کو بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔ آئی یو این سی کے سابق علاقائی مشیر برائے مشرقی ایشیا اور WWF انڈیا کے سابق سیکریٹری جنرل ڈی سوزا نے کانگریس کو بتایا "سمندری آلودگی اور بحری وسائل کی تباہی کی خبر گیری نیز ساحلوں پر قائم تنصیبات کی نگہداشت کا کام بحریہ بجا طور پر انجام دے سکتی ہے۔ ناقابل رسائی علاقوں کی حالت' جنگلاتی آتش گیری' خطرات میں محصور ذی حیات کے متعلق معلومات کی فراہمی اور ہوائی مستقروں اور مرکزوں جیسے ممنوعہ علاقوں کی دیکھ بھال کے فرائض کی بجا آوری فضائیہ بخوبی انجام دے سکتی ہے۔ فوجی اہلکاروں کو جنگلی حیات کے نگراں کے بطور سودمندانہ طریقے پر تعینات کیا جاسکتا ہے۔"

جنرل ڈی سوزا نے کانگریس کو بتایا "ہر سال ہزاروں فوجی اہلکار ریٹائر ہو جاتے ہیں۔ ان میں بہت سے جوان العمر ہوتے ہیں اور کسی دوسرے روزگار سے بے خبر ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں تقریباً ۵۰۰۰۰ افراد غیر فوجی زندگی کی طرف لوٹتے ہیں اور ہندوستان شاید واحد ملک ہے جہاں اس افرادی قوت کو بہبودی حیوانات کے لئے استعمال کرنے کی جانب توجہ دی گئی ہے۔ ملک میں بہبودی حیوانات کی تین علاقائی بٹالین ہیں۔ ہر ایک کی کمان ایک ریگولر کرنل اور دوسرے ریگولر افسران کرتے ہیں۔ لیکن اس کی مالی ضروریات کی کفالت وزارت ماحولیات کرتی ہے۔" جنرل ڈی سوزا نے رپورٹ میں بیان کیا "ان میں بیشتر افراد اس علاقے سے بھرتی کئے جاتے ہیں جہاں ان کو بہبودی حیوانات کے فرائض انجام دینا ہوتے ہیں۔ اس طرح فرائض کی انجام دہی ان کے لئے مستقل ذاتی منفعت کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔ ان پاکٹ یونٹوں نے جنگلات کی روئیدگی' دوبارہ روئیدگی' زمین کے تحفظ اور دوسرے پیداواری عوامل کے تحفظ کے لئے قابل ستائش خدمات انجام دی ہیں۔"

(مضمون کی مکرر اشاعت. بشکریہ IUCN بلیٹن۔ جلد ۲۳۔ شمارہ ۲۔ جون ۱۹۹۳ء)

سیّارہ ارض کے نجات دہندہ

سویڈن کے ۲ سالہ رولینڈ ٹینسو کا خیال ہے کہ زمین کا تحفظ اتنا اہم ہے کہ اس کو صرف بڑوں کی صوابدید پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ تین سال گزرے اس کے استاد نے اسے لاطینی امریکہ میں بارانی جنگلات کی بیدردی کے ساتھ تباہی کے متعلق بتایا تھا۔ ٹینسو کو یہ فکر دامن گیر ہو گئی کہ جب وہ اور اس کے ہم جماعت بڑے ہوں گے تو بارانی جنگلات حفاظت کرنے کے لئے باقی نہیں رہیں گے۔ اپنے استاد کی رہنمائی میں ٹینسو اور باقی کلاس نے اپنے چھوٹے سے گاؤں فیگلاک میں بریاں اشیاء کی فروخت کا انتظام کیا اور کوسٹاریکا میں مونٹی ورڈی کے حسین محفوظ علاقے میں چار ایکڑ کا بارانی جنگل خریدنے کے لئے کافی رقم جمع کر لی۔ ان کی اس مہم نے نونہالوں کے بارانی جنگل (چلڈرنز رین فاریسٹ) کی بنیاد رکھی۔ اس غیر منفعتی تنظیم کے حامی سویڈش اسکولوں کے ہزاروں بچوں نے اب تک جمع شدہ ۱۵ ملین ڈالر کے عوض ۷۰۰۰ ایکڑ جنگلات خریدے ہیں۔ جرمنی' جاپان اور امریکہ میں بھی اسکولوں کے بچے ان کی تقلید کر رہے ہیں۔

آپ کا خط

محترمہ ایڈیٹر صاحبہ

السلام علیکم

آپ کا بھیجا ہوا "شہری" میگزین موصول ہوا۔ جواب دیر سے دینے کی معافی چاہتی ہوں۔ شہری کی کارکردگی دن بدن اچھی ہو رہی ہے اس کے لئے تو پہلے آپ مبارکباد قبول کیجئے۔ ایسا لگتا ہے کہ واقعی آپ لوگوں نے ماحول کو تبدیل کرنے اور خوشگوار بنانے کا تہیہ کیا ہوا ہے اللہ کرے یہ جذبہ ہر پاکستانی کے دل میں پیدا ہو سکے اور وہ بھی اسی لگن سے ملک کے لئے کام کرے۔

ہم ایک مشورہ آپ کو دینا چاہتے ہیں امید ہے کہ آپ اس کو ضرور سراہیں گی۔ شہری میگزین ویسے تو بہت اچھا اور اپنی کارکردگی میں بھرپور ہے لیکن کیا ہی اچھا ہو کہ اس کو آپ "اردو" میں بھی شائع کیا کریں اس لئے کہ پاکستان کی زیادہ تر عوام اردو بولتے اور سمجھتے ہیں اور ہمارے یہاں زیادہ تر تعلیم بھی اردو میں دی جاتی ہے اگر آپ کا یہ میگزین اردو میں شائع ہو گا تو وہ بھی اس سے فیض اٹھا سکیں گے اور وہ بھی اس کی ممبر شپ حاصل کر سکیں گے اور ان میں بھی فضا کو خوشگوار بنانے کا احساس پیدا ہو گا۔ امید ہے کہ آپ میری تجویز پر غور کریں گی۔

اور ویسے بھی ہمارے چھوٹے علاقوں میں گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے۔ سوریج مین ہول جگہ جگہ ابل رہے ہیں اور جگہ جگہ پر پڑے یہ ڈھیر کثرت سے موجود ہیں۔ اگر ان علاقوں میں یہ میگزین جائے یا ہم سب لوگ مل کر ان علاقوں میں جا کر چھوٹے چھوٹے پروگرام کریں تو ان میں ملک سے گندگی ہٹانے اور ماحول کو خوشگوار بنانے کا احساس پیدا ہو گا۔

"شہری" کی ممبر شپ میں بھی حاصل کرنا چاہتی ہوں۔ میگزین سے ٹوکن بھیج رہی ہوں اور ساتھ ممبر شپ فیس روانہ کر رہی ہوں۔

میں اپنی طبیعت کی خرابی کے باعث 2 ماہ تک کہیں نہیں آجا سکتی اس لئے امید ہے کہ ہم خط و کتابت کے ذریعے ملاقات کرتے رہیں گے۔

فقط ـــــ شائستہ فردوسی ـــــ

عدالت عظمیٰ نے آلودگی سے متعلق معلومات طلب کرلیں

عدالت نے فیکٹریوں سے معلوم کیا کہ آیا فالتو مادوں کو کنٹرول کرنے کا ان کے یہاں کوئی بندوبست ہے اور آیا وہ کرم کش ادویہ اور کھاد تیار کرتے ہیں؟ عدالت نے ان کو یہ معلومات بہم پہنچانے کی ہدایت کی کہ کرم کش ادویہ اور کھاد کی تیاری میں کون سے اثر انگیز اجزا استعمال کئے جاتے ہیں۔ عدالت نے مزید معلوم کیا کہ کیا ایسے اجزا کا استعمال کسی بین الاقوامی ادارے سے منظور شدہ ہے۔ اگر ہے تو اس کی مکمل تفصیلات' منظوری کا سال اور جائز جاری مدت کے کوائف سے آگاہ کیا جائے۔ فیکٹریوں کو ہدایت کی گئی کہ پانی کی کوالٹی اور اس کی صفائی کا طریقہ کار' روغنی مرکبات اور اس سے پیدا شدہ فضلہ کو تلف کرنے کے معیار کی تصریح کی جائے۔

فیکٹریوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے جوابات نوٹس کی وصولیابی کے دو ہفتے کے اندر سندھ کی عدالت عالیہ کی عمارت میں قائم دفتر میں عدالت عظمیٰ کے اسسٹنٹ رجسٹرار کو پیش کریں۔

عدالت عظمیٰ نے دستور پاکستان کی دفعہ (۳) ۱۸۴ کے تحت صنعتی فضلہ سے پیدا شدہ ماحولیاتی آلودگی کے معاملے کو اپنے دائرہ اختیار میں قابل سماعت قرار دیا۔

زیر سماعت مقدمہ نمبر ۱۴ میں عدالت عظمیٰ نے این ای ڈی یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کی مطالعاتی رپورٹ پر غور کیا۔ یہ مطالعاتی رپورٹ اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ اس رپورٹ میں اس حقیقت کا اظہار کیا گیا تھا کہ سمندری پانی کا ایک نمونہ لندن کی ایک لیبارٹری کو جانچ کے لئے بھیجا گیا تھا۔ وہاں سے وہ اس ریمارک کے ساتھ لوٹایا گیا کہ وہ سمندری نہیں بلکہ کسی بدرو کا ناصاف پانی ہے۔ رپورٹ میں وثوق سے بیان کیا گیا تھا کہ سائٹ کے علاقے میں صنعتوں سے خارج شدہ گندا پانی ضرر کشی کے عمل کے بغیر (حالانکہ فیکٹری ایکٹ ۱۹۳۴ء کے تحت وہ قانونی لحاظ سے اس کے پابند ہیں) نالیوں

پیٹرولیم اور کیمیائی اشیا کے جملہ تیار کنندگان بشمول ملٹی نیشنل کو پاکستان کی عدالت عظمیٰ نے نوٹس جاری کئے ہیں کہ دو ہفتے کے اندر اندر اپنے طریقہ کار کے متعلق مکمل معلومات فراہم کریں۔

جناب جسٹس سلیم اختر پر مشتمل عدالت عظمیٰ کی سنگل بنچ نے صنعتی فضلہ سے پیدا ماحولیاتی آلودگی کے مقدمہ کی سماعت کے دوران صنعتوں کی جملہ فیکٹریوں کو تفاصیلی کوائف عدالت میں پیش کرنے کے لئے نوٹس جاری کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

عدالت نے درجنوں صنعتی اداروں بشمول نیشنل ریفائنری' پاک عرب ریفائنری' پاکستان اسٹیٹ آئل' پاکستان برما شیل' کالٹیکس پاکستان لیمٹڈ ملٹی کیمیکلز' ایگرو کیمیکلز' الائیڈ کیمیکلز' آئی سی آئی پاکستان لیمٹڈ' ایگرو پاکستان لمیٹڈ' سیاگا ئیگی لیمٹڈ' ہو لیکسٹ پاکستان لمیٹڈ کو نوٹس جاری کئے اور ان کو حکم دیا کہ وہ کیمیائی اشیا کی برآمدات' فیکٹری کے جائے وقوع اور پیداواری نوعیت وغیرہ کی مکمل تفصیلات فراہم کریں۔

عدالت نے استفسار کیا کہ آیا کیمیاوی اشیا جو وہ درآمد کرتے ہیں' مسموم اور انسانی صحت کے لئے ضرر رساں ہوتی ہیں؟ عدالت نے ان کو فیکٹریوں کی جائے وقوع' پتے اور اس ضمن میں دیگر تفصیلات سے آگاہ کرنے کا حکم دیا۔ عدالت نے ان سے پیداوار کے بعد فضلہ' اس کی نوعیت اور اس کو تلف کرنے کے انتظامات کے متعلق بھی استفسار کیا۔

اسکوپ کو مبارکباد

۱۶ اگست ۱۹۹۲ء کو سندھ کی عدالت عالیہ نے SCOPE کے حق میں اس کی دستوری پٹیشن کا فیصلہ صادر فرمایا۔ یہ رٹ پٹیشن ہوبارا تغدار (شتر مرغ کی مانند ایک پرندہ) کے تحفظ کے لئے نومبر ۱۹۹۱ء میں عدالت میں دائر کی گئی تھی۔

اس ضمن میں تمام تر جدوجہد اور عدالتی فیصلہ کو حال ہی میں منعقدہ ارضیاتی سربراہی کانفرنس کے ارتقائی حیات کے تحفظ کے لئے جاری کردہ فرمان (اعلامئے) کی راہ میں سنگ میل کی حیثیت حاصل ہے۔

ماحول کے تحفظ کیلئے کالٹیکس آئل پاکستان لمیٹڈ کے اقدامات

کالٹیکس نے اپنے کاروبار سے متعلق ماحولیات' صحت اور تحفظ کے معاملات کے ضمن میں درج ذیل اقدامات کر کے خادم صنعت کا رتبہ حاصل کرلیا ہے۔

یہ وہ واحد آئل کمپنی ہے جو زیر زمین کسی بھی حادثاتی پیداواری رساؤ کے باعث آلودگی کے انسداد کے لئے اپنے تمام پیداواری زیر زمین ٹینک ثانوی احاطی نظام کے مطابق تعمیر کرتی ہے۔ مسموم لیڈ (جست) آلود بینزین کے بخارات کے اخراج اور ماحول کو اس کے اثرات سے بچانے کے لئے مکمل پیٹرول خاص طور پر ساختہ تیرتی ہوئی چھتوں والے ذخیرہ ٹینکوں میں رکھا جاتا ہے۔ کالٹیکس واحد تیل کمپنی ہے جس نے کراچی کی بندرگاہ کے پانی تک دوران کار حادثاتی اخراج اور تیل کے بہاؤ کو روکنے کے لئے اخراج بندش ایکوئپمنٹ درآمد کئے ہیں۔ کمپنی یو ایس اے میں واقع اپنے کارپوریٹ ہیڈ کوارٹر کے ماہرین سے اپنی بڑی بڑی تنصیبات کا ماحولیاتی معائنہ باقاعدہ کراتی ہے اور ماحولیاتی تحفظ کے لئے سیمینار' ورکشاپ' پروجیکٹس وغیرہ جیسی سرگرمیوں میں جو NGO اور EPA ترتیب دیتے ہیں' موثر طریقے پر حصہ لیتی ہے۔

کچرے کو ٹھکانے لگانے کا جاپانی طریقہ

بہت سے جاپانی جب صبح کو کام پر روانہ ہوتے ہیں تو ان کے ہاتھوں میں بریف کیس کے علاوہ بھی اور کچھ ہوتا ہے۔ لوگوں کی بڑھتی ہوئی تعداد یہ طریقہ اپنا رہی ہے کہ وہ گھر سے جاتے وقت گھریلو کوڑا کرکٹ سمیٹ کر ساتھ لے جاتے ہیں اور راستے میں ریلوے اسٹیشن پر پھینک دیتے ہیں۔ گرمی میں جیسے جیسے اضافہ ہوتا ہے اور کچرا اٹھانے کا نظام باقاعدگی سے کام نہیں کرتا تو اس کے ساتھ ہی گھر میں جمع کچرے سے بدبو آنے لگتی ہے۔ بہت سے جاپانی اس مسئلے سے نمٹنے کے لئے ریلوے اسٹیشن پر کچرا پھینک کر اپنی جان چھڑا لیتے ہیں۔ ریلوے کمپنی کے ایک ترجمان کا کہنا ہے کہ اس کچرے میں عموماً" مچھلی کے کانٹے' استعمال شدہ ٹی بیگ اور سبزیوں کے چھلکے وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

ٹوکیو سرکل لائن کے ایک ایسے اسٹیشن پر جہاں سے ہر روز ایک لاکھ ۲۰ ہزار مسافر گزرتے ہیں' ایک اہلکار کا کہنا ہے کہ اگر ہم کچرا پھینکنے والوں کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیتے ہیں تو ہم انہیں بتاتے ہیں کہ ریلوے اسٹیشن کوڑا پھینکنے کی جگہ نہیں ہے اور وہ ان کے لئے مقرر کردہ جگہ استعمال کریں۔ ....(رائٹر)

گلف وے کا بحران

کلفٹن کے بلاک نمبر 8 میں گلف وے ٹاورز کے نام سے ایک تجارتی عمارت کے تعمیر کرنے والا ادارہ متعدد تعمیراتی قوانین کی سنگین خلاف ورزی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ گلف وے ٹاورز کے تعمیر کنندگان حسین ڈیولپرز یہ بلڈنگ ایک رفاہی پلاٹ پر بنا رہے ہیں جو کہ کراچی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی کے پلان کی صریح خلاف ورزی ہے۔ اس ضمن میں متعدد قوانین بابت کھلی جگہ کی لازمی گنجائش' منزلوں کی تعداد اور پارکنگ کی سہولت وغیرہ کو یکسر نظرانداز کردیا گیا ہے۔

شہری نے مئی ۱۹۹۲ء میں کلفٹن بلاک ۸ کے رہنے والوں کو مذکورہ بلڈرز کے خلاف قانونی درخواست داخل کرنے میں مدد فراہم کی۔ علاقے کے رہنے والے ایک شہری کے مطابق اس بلڈنگ کی تعمیر اور پتھر کو کاٹنے کا کام دیگر مکانوں سے اتنا نزدیک ہو رہا ہے کہ اس کے اثر سے کئی قریبی گھروں کی چہار دیواری منہدم ہو گئی ہے۔ اس ضمن میں دیگر شکایات یہ ہیں کہ سیوریج کے نظام پر غیر معمولی دباؤ کی وجہ سے پانی کی سپلائی آلودگی کا شکار ہو رہی ہے اور ساتھ ہی پانی اور بجلی کی شدید قلت پیدا ہو رہی ہے۔

قانون کی ایسی کھلی اور سنگین خلاف ورزیاں اسی وقت ظہور میں آتی ہیں جب سرکاری اداروں کی بدعنوانی اور رشوت خوری کے ذریعے نجی منافع خوری کے ذریعے نجی منافع خوری کو عوامی فلاح و بہبود پر فوقیت حاصل ہو جاتی ہے۔ تاہم اہلیان بلاک ۸ کلفٹن نے اس معاملے میں ہار نہیں مانی ہے اور انہیں پوری امید ہے کہ وہ یہ کیس جیت لیں گے۔ علاقے کے لوگوں نے عزم کر رکھا ہے کہ شہری کے تعاون سے وہ اپنے شہری حقوق کی جنگ جاری رکھیں گے اور اس سلسلے میں وہ ایک اور بلڈنگ کلف ٹاورز کے خلاف بھی قانونی چارہ جوئی کر رہے ہیں جو اسی علاقے میں واقع ہے۔

انتظامیہ کی ناقص کارکردگی کا ایک نمونہ

بقیہ : کوڑا اسٹوریج

اجزاء شامل ہیں۔

۱۔ سرجری میں استعمال شدہ پٹیاں' روئی کے پھائے اور علاج کے دیگر شعبوں کا کچرا۔

۲۔ انفیکشن والی بیماریوں کے مریض کے کپڑے کے علاوہ استعمال میں آنے والی دیگر اشیاء۔

۳۔ ہر قسم کے انسانی خلیات' لیبارٹری میں جمع شدہ خلیات اور ان سے متعلق پھائے اور پٹیاں۔

۴۔ استعمال شدہ سرنج' سوئیاں' خالی انجکشن اور ٹوٹے ہوئے شیشے۔

۵۔ لیبارٹری اور مردہ خانے کا کچرا۔

۶۔ بعض اقسام کا ادویاتی اور کیمیاوی فضلہ۔

۷۔ مریضوں کے استعمال شدہ پیشاب کے برتن' استعمال شدہ گدیاں اور قے کی تھیلیاں۔

مندرجہ بالا چیزوں میں عام قسم کا کوڑا کرکٹ مثلاً کپڑے' چادریں' باورچی خانے کا کچرا' دفتر کا کچرا وغیرہ جس سے صحت کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوتا' شامل نہیں ہے۔

بیماریوں کے پھیلنے اور ناقص صحت کے اسباب میں طبی فضلے کے کردار کو خاصا اہم قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ سارے پاکستان میں اور کراچی میں بھی اس قسم کے فضلے کو ٹھکانے لگانے کے لئے عام طور پر بے احتیاطی اور غیر سائنسی طریقوں سے کام لیا جاتا ہے۔

کراچی کے اسپتالوں کا کچرا دیگر کوڑا کرکٹ کے ساتھ ہی پھینک دیا جاتا ہے اور یہ فضلے کے عام نظام کا حصہ بن جاتا ہے۔ کوڑا چننے والے بچے اکثر ڈسپوزایبل سرنج' بینڈیج اور دوائی کی بوتلیں اٹھاتے نظر آتے ہیں اور کسی کو اس بات کا احساس نہیں ہو پاتا کہ دوبارہ قابل استعمال بنائے جانے والے کچرے میں بیماریاں پھیلانے والے اجزاء بھی شامل ہو[illegible] ہیں۔ میں نے بچوں کو اسپتالوں کے کچرے کی اشیاء سے اس طرح کھیلتے دیکھا ہے گویا یہ کھلونے ہوں۔ محکمہ صحت نے کبھی اسپتالوں کو یہ ہدایت کرنے کی پرواہ نہیں کی کہ وہ طبی نوعیت کے کچرے کو عام کچرے سے الگ رکھیں اور اسے ٹھکانے لگانے کے محفوظ طریقے اختیار کریں۔

بدقسمتی سے کراچی میں اس حوالے سے آج تک کسی مطالعے کا اہتمام نہیں کیا گیا ہے۔ انگلینڈ میں سال ۱۹۸۰ء کے دوران نجی اور سرکاری اسپتالوں نے ایک لاکھ ۵۵ ہزار ٹن کچرا پیدا کیا جس میں سے ۳۳ ہزار ٹن کچرا خطرناک نوعیت کا تھا۔ مغرب میں اسپتالی فضلے کو اکٹھا کرنے اور ٹھکانے لگانے کے خصوصی قوانین موجود ہیں اور ان قوانین کی پابندی نہ کرنا قابل سزا جرم ہے۔ اس لئے یہ امر لازمی قرار پاتا ہے کہ اسپتال' کلینک وغیرہ طبی نوعیت کے کچرے کو علیحدہ جگہ پر جمع کرنے کا انتظام کریں۔ اسی طرح شہری حکام اور اداروں کا بھی یہ فرض ہے کہ وہ اسپتالوں کے مخصوص کچرے کو لے جانے اور ٹھکانے لگانے کے خصوصی انتظامات کریں۔

اسپتال کے کچرے کو ٹھکانے لگانے کے دو طریقے ہیں۔

۱۔ ان سنریشن (INCINERATION) مخصوص آلات کے ذریعے نذر آتش کرنا۔

۲۔ زمین میں گڑھے کھود کر دفن کرنا۔

بعض اسپتالوں میں اسپتالی کچرے کو کھلی فضا میں جلانے کا آسان طریقہ اختیار کیا جاتا ہے جو کہ بذات خود نقصان دہ ہے اور اس سے آس پاس کے علاقے میں ضرر رساں فضائی آلودگی جنم لیتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس کچرے کو جلانے کے لئے سائنسی طور پر تیار کردہ اور محفوظ INCINERATOR استعمال کئے جائیں۔ اس طریقہ کار کے مہنگا ہونے کی وجہ سے سب نہیں تو کچھ اہم اسپتالی فضلہ ضرور اس طریقے سے ضائع کردیا جائے۔ جن اجزاء کو لازماً" جلانا چاہئے وہ یہ ہیں۔ انسانی خلیات' کاٹے جانے والے اعضاء' زچگی کے دوران خارج ہونے والے اجزاء' عفونت زدہ آنتیں' ڈایالیس کا فضلہ' تھوڑی مقدار میں ٹھوس دوائیں اور انجکشن۔

بقیہ اسپتال کچرا جس میں نسبتاً" کم نقصان دہ اجزاء شامل ہوں اسے زمین میں دبا کر ٹھکانے لگانے کا سستا طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ آج یہ امر نہایت ضروری ہو گیا ہے کہ اسپتالی کچرے کو ٹھکانے لگانے سے متعلق مطلوبہ قوانین بلاتاخیر بنائے اور نافذ کئے جائیں۔ کم از کم کچرا چننے والوں' کباڑیوں اور دیگر متعلقہ تاجروں کو فوری طور پر روکا جائے کہ وہ اسپتالی کچرے سے نکلنے والے سامان کو ری سائکلنگ کی غرض سے اپنے کباڑ خانوں میں محفوظ نہ کریں۔ میں نے بچوں کو اسپتالی کچرے سے اس طرح کھیلتے دیکھا ہے گویا یہ کھلونے ہوں۔ کچرا چننے والے اس بات سے آگاہ نہیں ہیں کہ اس کام میں وہ خود کو کس قسم کے خطرات سے دوچار کررہے ہیں اور اس بارے میں انہیں ضروری معلومات بہم پہنچانا ضروری ہے۔

جرنلسٹ ورکشاپ

شہری اور جرنلسٹ ریسورسز سینٹر کا ایک روزہ مشترکہ ورکشاپ صحافیوں کے لئے ۱۲ نومبر ۱۹۹۲ء کو منعقد کیا جارہا ہے۔ اس ورکشاپ کا مقصد ماحولیاتی اصطلاحات کی اردو میں ایک فہرست مرتب کرنا ہے۔ میں ماہرین ماحولیات' تعمیرات اور تیو کلیائی اصطلاحات کو اردو میں ترجمہ کرنے پر بحث کریں گے۔ ماہرین تعمیرات و مایات ان امور پر بحث کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے شہری کے آفس سے رجوع کریں۔

شہری کے قارئین کے لئے

مطبوعہ مضامین اور دیگر مواد بھی اشاعت کے لئے قبول کیا جا سکتا ہے بشرطیکہ اس کے اصل ذریعہ کی واضح نشاندہی کردی گئی ہو۔

بقیہ :- قابل نفوذ عمل

دے کہ وسائل کا صرف ترقیاتی نمو کے لئے سہارا بنے گا اور اس ترقی کی تکمیل پر وسائل تقلیل یا افزونی کے بغیر منتقل ہو جائیں گے۔ اس کے لئے پبلک اور پرائیوٹ دونوں سیکٹروں سے کثیرالجہت اقتصادی امور کے صائب الرائے دہندگان کی ضرورت ہے جو باہمی نشست میں اقتصادی محرکات کے ماحول پر اثرات کو زیر بحث لائیں جس کا مقصد قدرتی وسائل قابل نفوذ استعمال کی ضمانت ہو۔

وزیر اعلیٰ کی آسائش کے لئے شارع فیصل کے عین درمیان میں کراسنگ بنائی گئی ہے۔ اس سے کتنے حادثے ہوں گے؟

JOIN SHEHRI TO CREATE A BETTER ENVIRONMENT

If you wish to join Shehri please drop this card at:

Shehri, Citizens for a Better Environment
P.O. Box No. 8053, P.E.C.H.S., Karachi-75400
Tel: 442578, 441769 Fax: 438226

Name: ____________________ Tel: (Res) __________

Address: ____________________

____

Occupation: ____________________ Tel: (Off) __________

سال ۲۰۰۰ء تک کے لئے پاکستان کے تحفظاتی ہدف

1 صنعتی اور زرعی پیداوار میں مستقل اور مسلسل اضافہ تاکہ برآمدی ہدف اور ایک بڑھتی ہوئی آبادی کی ضروریات پوری ہوتی رہیں۔

2 تجدید نو کے قابل ذرائع مثلاً پانی، زمین، جنگلات، ماہی گیری، مویشی بانی، پہاڑی علاقہ جات اور جنگلی حیات کا تحفظ اور ترقی ایسے طریقوں سے جو ان میں اضافے کو قائم رکھیں۔

3 ہر قسم کے فضلوں کو بشمول گندہ پانی اور زہریلا فضلہ، دوبارہ قابل استعمال بنایا جائے یا ضرر کشی کے عمل سے گزارا جائے۔

4 توانائی کے استعمال میں کارکردگی کو بہتر بنایا جائے۔ توانائی کی قابل تجدید متبادل اور چھوٹے پیمانے کی قسموں کو فروغ دیا جائے۔

5 آبادی میں اضافے کی شرح کو کم کرکے ۲ فیصد سالانہ پر لایا جائے۔

6 تعلیم کو عام اور فنی تربیت کو سہل بنا کر انسانی وسائل کو ترقی اور فروغ دیا جائے۔

7 تعلیم اور ذرائع ابلاغ دونوں کی مدد سے عوام میں تحفظاتی اور ترقیاتی امور کے بارے میں شعور اور دلچسپی کو بڑھایا جائے۔

8 مستقل نوعیت کے ترقیاتی عمل میں مقامی آبادیوں اور غیر سرکاری تنظیموں کی شرکت میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا جائے اور حکومت اور مقامی اداروں کے درمیان دو طرفہ رابطے کو فروغ دیا جائے۔

9 تحفظاتی اور ترقیاتی پیش رفت کے لئے تحقیق اور معلومات کی بنیاد کو مضبوط کیا جائے۔

10 پاکستان کے جن علاقوں میں حرارت کے وافر ذرائع اور دھوپ کثرت سے موجود ہوتی ہے وہاں حیاتیاتی متبادل ذرائع کو ترقی دی جائے اور کثرت سے سرمائے اور توانائی کا استعمال کرنے والے ان ذرائع پر انحصار نہ کیا جائے جو بنیادی طور پر مغربی ملکوں کے لئے وضع کئے گئے ہیں۔

11 آلودگی اور زہریلے فضلہ کے کنٹرول اور وسائل کے تحفظ اور انتظام کے لئے موثر اور عملی قانون متعارف کرائے جائیں۔

12 معیشت منصوبہ بندی اور ترقیات کے محکموں اور اداروں کو ماحول کے معیار کو قائم رکھنے اور قدرتی وسائل کے تحفظ کے لئے براہ راست طور پر ذمہ دار قرار دیا جائے۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف پلوشن اسٹڈیز نے مرتب کیا

ہوں جو اس سے پہلے عوام کی دوسروں کی زندگی سے کھیلنے کا حق دے دیا ہے۔

گزشتہ برسوں کے دوران کیو ایم سی پارکس اور دیگر عوامی استعمال کی زمین فروخت، الاٹ اور تباہ کرتی رہی ہے اور اس کے مشاہدے سب پر عیاں ہیں۔ آج کوئٹہ شہر میں ڈھنگ کی سڑکیں موجود ... ہے کہ ... تفریحی کھلی جگہ کی شدید قلت کا شکار ہے اور ایسی جگہوں کا لازمی طور پر تحفظ کیا جائے اور انہیں ترقی دے کر بہتر بنایا جائے۔"

مندرجہ بالا سطور یہ واضح کرنے کے لئے کافی ہیں کہ کن وجوہات کی بناء پر کیو ایم سی کو یہ قانونی نوٹس دیا گیا ہے۔ کیو ایم سی نہ صرف شہریوں کو ان کے بنیادی حقوق سے محروم کر رہی ہے بلکہ غیر قانونی تعمیرات بھی کر رہی ہے جو کہ طویل مدت میں شہریوں کی زندگی سے کھیلنے کے مترادف ثابت ہوگا۔ کیا کوئٹہ کے شہریوں کو واقعی ایک ایسے شہری ادارے کی ضرورت ہے جو ان کے لئے اس طرح کی "خدمات" انجام دے رہا ہے؟

زونل میونسپل کمیٹیوں کے اراکین توجہ فرمائیں

شہری کی جانب سے زونل کمیٹیوں کے اراکین اور محلے کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ شہری ماحولیات کے موضوعات اپنی سرگرمیوں اور جن

انتظامیہ کی ناقص کارکردگی کا ایک نمونہ

علم سب کیلئے کیوں نہیں؟

کیا آپ جانتے ہیں کہ:

- پاکستان میں ایک کروڑ سے زیادہ بچے تعلیم و تدریس سے محروم ہیں۔
- سرکاری ذرائع کے مطابق ملک میں صرف ۳۴ فیصد افراد "خواندہ" ہیں۔
- ملک میں تعلیم یافتہ افراد ۱۰ فیصد سے کم ہیں۔

ہم چاہتے ہیں کہ:

۲۱ ویں صدی میں قدم رکھتے وقت ہر پاکستانی بچہ اسکول جا رہا ہو

اگر آپ کی بھی یہی خواہش ہے کہ وطن سے جہالت کے اندھیرے دور ہوں تو اس جدوجہد میں انڈیپینڈنٹ لٹریری موومنٹ کا ساتھ دیجئے۔
خوشحالی کے حامل وطن کے حوالے سے وزیراعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف کو خط لکھئے کہ:

- پرائمری تعلیم مفت اور لازمی قرار دی جائے۔
- اس فیصلے کو آئینی تحفظ فراہم کیا جائے۔

Independent Literary Movement
انڈیپینڈنٹ لٹریری موومنٹ
POST BOX NO. ..., KARACHI-75290 PAKISTAN

لیڈیٹر: طاہرہ حسین شہری پوسٹ آفس باکس ۸۰۵۳ فون نمبر ۷۸-۰۰۳۴ کراچی